دستکاری کے بارے میں آموزش
(Learning about crafts)

اگر آپ اپنے گھر میں اردگرد نظر ڈالیں، تو آپ کو روزمرہ استعمال کی بہت سی ایسی چیزیں نظر آئیں گی جو ہندوستانی دستکاری کے عظیم ورثہ کی نمائندگی کرتی ہیں۔ دستکاری میں ان چیزوں کو شامل کیا جاسکتا ہے:

- غلاف جس پر کڑھائی ہوئی ہو
- بانس کی پھچیوں کی کوئی ٹوکری یا بید کی بنی ہوئی کوئی کرسی
- کوئی زیور
- کوئی دری یا قالین
- پتھر کا پیالہ
- مٹی کا مٹکا یا صراحی، یا لیمپ یا دیا
- کوئی چٹائی یا کوئی جھاڑو
- ہاتھ کی بُنی ہوئی ساڑی

یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کے گھر میں اس فہرست میں درج ایک یا ایک سے زیادہ چیزوں کی جگہ صنعتی مصنوعات نے لے لی ہو۔ اگر ایسا ہوا ہے تو آپ اپنے والدین سے معلوم کر سکتے ہیں کہ اس نئی چیز کے استعمال سے قبل وہ کیا استعمال کرتے تھے۔

اس تبدیلی کے نتیجے میں، کوئی جھاڑو یا کوئی چٹائی، کوئی شال یا ہاتھ کے بنے ہوئے مفلر کی جگہ اب مشین کی بنائی ہوئی چیزوں نے لے لی ہو۔ دوسری جانب آپ کو بازار میں مشین سے بَنائی ہوئی نائلون کی چٹائیاں مل جائیں گی جو بالکل ہاتھ کے بنے ہوئے تنکوں کی چٹائی جیسی معلوم ہوگی۔ جب تک آپ غور سے نہیں دیکھیں تب تک آپ کو دونوں میں زیادہ فرق محسوس نہیں ہوسکتا، حالاں کہ کسی دستکار کی بنائی ہوئی کوئی چیز اور کسی مشین کے ذریعہ بنائی گئی اس کی نقل میں صرف ظاہری طور پر یکسانیت ہوتی ہے۔ جب لوگ مہارت کی بات کرتے ہیں تو اکثر ان کے ذہن میں مشین سے بنی بے نقص چیزوں کا خیال ہوتا ہے۔ دستکار اپنے ہاتھ سے ہنرمندی

کے جو نمونے پیش کرتا ہے ان میں مشینوں کے ذریعے بڑے پیمانے پر تیار شدہ مصنوعات کے حسن اور ان کی خوبی میں فرق ہوتا ہے۔

یہ فرق انفرادیت کے ان نقوش سے نمایاں ہوتا ہے جنھیں آپ ہاتھ سے بنائی ہوئی کسی چیز میں دیکھ سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ نقوش مشینی طور پر تیار کسی چیز کے مقابلے 'ادھورے پن' کے نشان معلوم ہوں۔ مثال کے طور پر ہاتھ کے بنائے ہوئے بانس کے پنکھوں کے ان حصوں کی سطح کھردری ہو سکتی ہے جہاں بانس کی چھال میں گرہ لگی ہو۔ ہاتھ کے بنائے ہوئے پنکھوں میں بانس کے ریشوں کی مخصوص بناوٹ 'برقرار' رہتی ہے۔ اس کے مقابلے پلاسٹک کے پنکھے کی سطح ہر جگہ سے ہموار ہوگی اور تمام پنکھے ایک جیسے معلوم ہوں گے۔ اس یکسانیت کے برعکس، دستکاری کی تمام مصنوعات ایک جیسی نظر آنے کے باوجود الگ الگ ہوں گی۔ ہاتھ کی بنی ہوئی ایک ساڑی دوسری ساڑی سے بالکل مشابہ نہیں ہوگی۔ بالکل اسی طرح جیسے آپ کا بنایا ہوا کوئی رومال قطعی منفرد ہوگا۔

تمام روایتی دستکاریوں کا چلن انفرادی سطح پر نہیں بلکہ اجتماعی سطح پر ہوتا ہے۔ روایتی دستکاری کو بطور پیشہ اختیار کرنے والے مردوں اور عورتوں کو یہ فن اپنی برادری کے بزرگوں سے عام طور پر اپنے کنبے میں پرورش کے دوران وراثت میں ملتا ہے۔ اُس ساز و سامان کے بارے میں بنیادی معلومات سے لے کر جس سے کہ دستکاری کا وہ نمونہ تیار ہوگا، اُن اوزاروں، جن کی مدد سے اسے بنایا جائے گا اور اُن بے شمار صلاحیتوں تک جن کا استعمال اس سامان کو جمالیاتی حسن کا ایک نمونہ اور روزمرّہ استعمال کی چیز بنانے کے لیے کیا جائے گا، دستکاری کے ہر ہنر کی معلومات اور مہارتیں الگ الگ ہیں۔
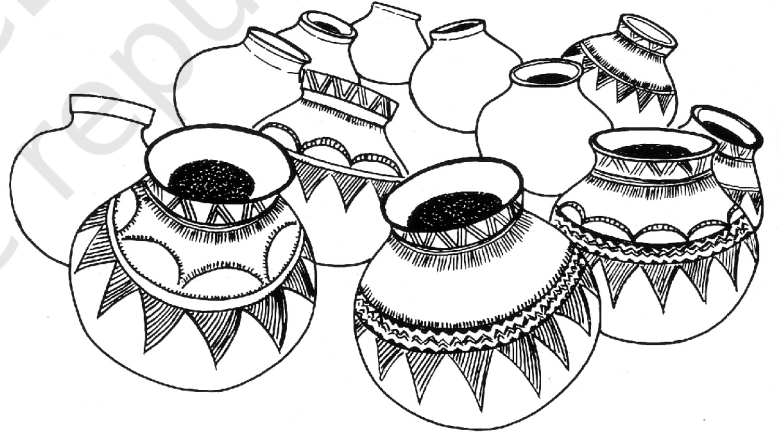
آیئے، ہم مثال کے طور پر کسی مٹکے یا گلدان کی طرف نظر ڈالتے ہیں۔ اسے بنانے کے لیے استعمال کیا گیا ساز و سامان انتہائی بنیادی نوعیت کا ہے اور شاید ایک دستکاری کے طور پر مٹی کے برتن بنانے کی روایت میں استعمال ہونے والا قدیم ترین وسیلہ بھی ہے۔ سب سے پہلے صحیح قسم کی مٹی جمع کی جاتی ہے، پھر اسے صاف کیا جاتا ہے اور اسے گوندھا جاتا ہے اور پھر کمہار کے چاک کی مدد سے اس کے من چاہے برتن بنائے جاتے ہیں۔ جب مٹکا اپنی شکل و صورت میں تیار ہو جاتا ہے تو اسے مضبوط بنانے کے لیے بھٹّی میں پکایا جاتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک مرحلے میں، بے شمار مہارتیں شامل ہوتی ہیں۔ کمہار اپنے ہنر کا استعمال کرتے ہوئے آگہی کی کئی سطحوں کو بھی برقرار رکھتا ہے تاکہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ اس کا تیار کردہ سامان بالآخر اپنی بنیادی، قابلِ اعتماد کوالٹی اور خوبصورتی کا حامل ہو۔

خوبصورتی اور استعمال

ضروری نہیں ہے کہ جمالیاتی حسن اور افادیت دو الگ الگ خصوصیات ہوں۔ جدید دور میں بعض مرتبہ ہمیں لگتا ہے کہ روز مرہ زندگی میں استعمال ہونے والی کسی چیز کا خوبصورت ہونا ضروری نہیں ہے یا یہ کہ کسی خوبصورت چیز کو روز مرہ استعمال میں نہیں لایا جاسکتا۔ ہم یہ مان لیتے ہیں کہ اگر کوئی چیز بار بار استعمال ہوتی ہے تو ضروری نہیں ہے کہ وہ لطیف اور خوش وضع بھی ہو۔ روایتی دستکاری کے تناظر میں یہ خیال غلطی پر مبنی ہے۔ ایسا کیوں ہے، اس کو سمجھنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں سے کوئی چیز بنائی جائے۔

ایک طالب علم کے طور پر اپنی روز مرہ زندگی میں استعمال ہونے والی کسی چیز کو بنانے کی کوشش کیجیے۔ اگر آپ کو سلائی یا کڑھائی کا کوئی تجربہ نہیں ہے، تو بھی آپ کتاب کی نشانی کے طور پر گتے کے ایک چھوٹے اور مستطیل ٹکڑے پر پھول یا پتّی، کڑھا ہوا کپڑے کا کوئی ٹکڑا چپکا کر اس نشانی کو بنانے کی کوشش کرسکتے ہیں۔ اس طرح کی کتاب کی نشانی بنانے کے لیے آپ کو کئی فیصلے کرنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ ہر فیصلے کے لیے آپ کو دو پہلوؤں پر توجہ دینی ہوگی: اوّل، کپڑا، کپڑے کے رنگ، کڑھائی اور اس کے رنگ کے انتخاب کے متعلق؛ اور دوم، ان معاملوں میں آپ کی اپنی پسند اور ناپسند کے متعلق۔ جب آپ واقعی کاٹنا اور سینا شروع کریں گے تو آپ کئی قسم کے خیالات اور احساسات سے گزریں گے۔ جب آپ مستطیل گتے کے ٹکرے پر اپنے منتخب کردہ کپڑے کو لپیٹ دیں گے اور اسے اچھی طرح سی دیں گے تو آپ کو خود پر فخر محسوس ہوگا۔ اگر اس کے کونوں میں کوئی ایک کونا اتنا صاف اور کھڑا نہیں ہے جتنے کہ باقی تین کونے ہیں تو آپ کو کسی نہ کسی طور پر برا محسوس ہوگا۔ بالآخر جب کام مکمل اور کتاب کی نشانی تیار ہو جائے گی تو آپ کو ایک انجانی سی خوشی محسوس ہوگی۔

یہ ایک مثال ہے جس سے آپ کو یہ سمجھنے میں مدد ملے گی کہ دستکاری کی مصنوعات میں حسن اور استعمال کا امتزاج کس طرح پیدا ہوتا ہے۔ اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی اس ناقص نشانی میں آپ کو اتنی اپنائیت کا احساس ہوگا کہ آپ اس کے نقائص، جیسے دبے ہوئے کناروں کو بھی بڑی محبت سے دیکھیں گے۔ آپ کے ہاتھوں میں موجود ہر چیز سے ایک قلبی لگاؤ کا احساس، اس چیز کو آپ کی نظر میں اتنا خوب صورت بنا دے گا جتنا کہ دھات یا پلاسٹک کی بنی ہوئی دیدہ زیب نشانیاں بھی نہ ہوں گی۔ اس کا راز اس نکتے میں مضمر ہے کہ دستکاری کی مصنوعات کے لیے بے نقص ہونا ضروری نہیں، یہ صرف بے نقص ہونے کی متمنی ہوتی ہیں۔

یہی بات اسے انسانوں سے قریب کرتی ہے۔ ایک انسان کے طور پر ہم بھی اپنے کیے ہوئے ہر کام کو بے نقص بنانے کی صرف آرزو ہی کرسکتے ہیں، لیکن ہم کبھی بھی کامل و مکمل نہیں ہوسکتے۔ یہاں تک کہ تاج محل بھی، جو فنکاری کا عظیم نمونہ ہے اور جسے دنیا کے عجائبات میں سے ایک سمجھنا قطعی درست ہے، نقائص سے پاک نہیں ہے۔ اگر آپ تاج محل دیکھنے جائیں اور اسے غور سے دیکھیں تو آپ کو لگے گا کہ یہ بے نقص ہونے کی

زبردست تمنا کا اظہار کرتا ہے، کیوں کہ یہ ایسی کئی مثالوں کے نمونے پیش کرتا ہے جن میں مختلف سنگ تراشوں نے اپنے اپنے کام کے نشانات یادگار چھوڑے ہیں، یہ خصوصیت اس کے مجموعی خاکے کو خالص میکانکی سطح پر دیکھنے سے باز رکھتی ہے۔ دستکاری کے اس قدر اطمینان بخش ہونے کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ یہ ہم میں کمال کی اعلیٰ سطح پر پہنچنے کی زبردست ترغیب پیدا کرتی ہے۔ لفظ 'کمال' سے ہماری مراد کیا ہے؟ دستکاری کی ان مختلف قسموں کی دنیا میں قدم رکھنے سے قبل، جن پر اس کتاب میں گفتگو کی گئی ہے، آیئے پہلے ہم یہ سوچ لیں کہ دستکاری کے تناظر میں لفظ 'کمال' کو ہم کن معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ اس تلاش میں ہم دو طریقوں سے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ کسی ایسے تجربے پر غور و خوض کریں جو ہمیں کسی دستکاری پر کام کرتے ہوئے حاصل ہوا ہو۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے کام کے نتیجے کا تجزیہ کریں اور اس تیار چیز میں بے نقص ہونے کے پہلوؤں پر غور کریں۔

دستکاری کے کام کا تجربہ

یہ کہنا آسان ہے کہ دستکاری کے کسی کام میں بنیادی طور پر ہاتھ کی محنت شامل ہوتی ہے، ان معنوں میں کہ دستکاری کا کام ہماری جسمانی کوشش کی مدد سے کیا جاتا ہے۔ جب ہم مٹی کا چھوٹا سا دِیا یا پھولوں کی مالا کی بناتے ہیں تو ہماری آنکھیں اور ہاتھ سرگرمِ عمل ہوتے ہیں۔ تاہم اگر ہم اس طرح کے کاموں کو غور سے دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ یہ خالص دستی نوعیت کے نہیں ہیں۔ ہر مرحلے پر بڑی گہری ذہنی توجہ کی ضرورت پیش آتی ہے اور بعض مرتبہ ہمیں اس بات پر خصوصی توجہ مرکوز کرنی پڑتی ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں، اگر ایسا نہ کیا جائے تو جو مالا یا ہار ہم بنا رہے ہیں وہ اچھا نہیں بنے گا۔ ہر پھول کو اس کی انفرادی خصوصیت، سائز اور رنگ کے مطابق تمام توجہ اور اہتمام کے ساتھ مالا میں پرویا جائے گا۔ پھولوں کی صحیح ترتیب اور ان کے درمیانی فاصلے کا خیال رکھا جائے گا۔ اس پر توجہ کی جائے گی کہ پھولوں کو سوئی میں پروتے وقت انھیں نقصان نہ پہنچے۔ اگر ہم کئی مرتبہ ایک دِیا بنا چکے ہیں تو ہوسکتا ہے ہم اس کام میں اتنے ماہر ہو چکے ہوں کہ ہمیں پورے وقت اس کے بارے میں سوچنے کی ضرورت ہی نہ پیش آئے۔ دوسرے لفظوں میں، ہمیں اس کام میں اتنی مہارت حاصل ہو چکی ہوگی کہ شعوری فیصلوں کے بغیر بھی ہمارے ہاتھ اور آنکھیں اس کام کو انجام دے سکیں گے۔

آپ نے دیکھا ہی ہوگا کہ ایک درزی بات کرتے ہوئے بھی اپنی مشین پر کام جاری رکھ سکتا ہے۔ ایک حجّام بھی اسی طرح کام کرسکتا ہے۔ تاہم ایک انتہائی ماہر درزی یا حجّام کو بھی غلطیوں سے بچنے کے لیے اپنے کام پر توجہ مرکوز کرنی ہوتی ہے۔ شاید ہوتا یہ ہے کہ ذہن اور جسم کام سے ہم آہنگ ہوجاتے ہیں۔ اس طرح معمول کے کئی فیصلے بغیر زیادہ غور وفکر کے کر لیے جاتے ہیں ؛ اس لیے کوئی فرد اپنے ہاتھ چلاتے ہوئے بھی بات کر پاتا ہے۔ لیکن بعض موقعوں پر جب کوئی اہم کام انجام دیا جانا ہوتا ہے تو ذہن پوری طرح متوجہ ہوتا ہے اور آنکھوں اور ہاتھوں کو ازخود کام پر توجہ مرکوز کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔ دست کاری کے کام میں ذہن اور جسم کی یہ قابل ذکر ہم آہنگی کام کو ایک خوشگوار اور انتہائی اطمینان بخش تجربہ بنا دیتی ہے۔

اگر آپ نے اب تک روایتی دستکاری کو سیکھنے کی کبھی کوئی کوشش نہیں کی ہے تو ممکن ہے کہ آپ نے اس باب میں اس سے قبل بتائی گئی دو تجاویز یعنی کتاب کی نشانی اور مالا بنانے کو نظر انداز کر دیا ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ذہن وجسم کے تال میل کا لطف اٹھانے کے لیے آپ کو اپنے ہاتھوں سے اپنی پسند کی کوئی چیز بنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے یہاں ایک اور تجویز پیش کی جاتی ہے جو پچھلی مثالوں کے مقابلے زیادہ آسان ہے۔

کوئی بہت ہی سادہ سی چیز بنانے کی کوشش کیجیے جیسے کہ اپنی درسی کتاب کے لیے کوَر بنانا۔ جب آپ کام شروع کریں، تو تمام فیصلوں کے لیے خود کو ذہنی طور پر تیار کر لیں۔ اس کا آغاز ایک لمبے اور اس قدر موٹے کاغذ کے انتخاب سے ہوگا جو چند مہینے آپ کے اسکول کے بستے میں سلامت رہ سکے۔ جس قسم کا کاغذ آپ چنیں گے، اس کا مقصد صرف یہ نہیں ہوگا کہ وہ کچھ مہینوں تک کوَر (Cover) کی شکل میں برقرار رہے بلکہ آپ اس کی پائیداری پر بھی توجہ کریں گے۔ لیکن موڑنے کے لحاظ سے اس کی صفائی، کونوں کی دھار بھی مناسب ہو اور بلا شبہ کتاب کے سرورق پر نظر آنے والے ڈیزائن یا تصویر جاذب نظر ہوں۔ اگر آپ اپنی درسی کتاب پر کوَر چڑھانے کے لیے کسی پرانے اخبار کا کاغذ چنیں گے تو ممکن ہے کہ اس کا سائز آپ کی ضرورت کے مطابق ہو لیکن موڑوں پر صفائی اچھی نہیں آئے گی کیوں کہ اخبار کے لیے استعمال ہونے والا کاغذ خاصا پتلا ہوتا ہے اور اگر آپ اسے موڑ کر دھار دار بنانے کی کوشش کریں گے تو یہ آسانی سے پھٹ جائے گا۔ کسی چیز کو لپیٹنے یا پارسل بنانے کے لیے خاکی کاغذ کا استعمال زیادہ موزوں ہوتا ہے۔ استعمال ہونے والے سامان کے بارے میں فیصلہ کر لینے کے بعد آپ کو کاغذ کی لمبائی اور چوڑائی پر غور کرنا ہوگا، جس کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ جب آپ کاغذ کو کتاب کے اپنے سرورق کے ساتھ اندر کی طرف موڑیں گے تو آپ کو کتنے بڑے کاغذ کی ضرورت پیش

آئے گی۔کونوں پر آپ ایک سادہ سے موڑ یا قدرے پیچیدہ موڑ کا انتخاب کر سکتے ہیں۔اس قسم کے موڑ سے جس میں کاغذ کو دوہرا کر لیا جاتا ہے، نہ صرف یہ کہ کونے مضبوط بنتے ہیں بلکہ یہ اس وقت زیادہ پرکشش بھی معلوم ہوتا ہے جب آپ کتاب کھولتے ہیں۔کونوں کو زیادہ مضبوط بنائے جانے کی ضرورت کیوں ہے؟ بچپن سے آپ درسی کتابیں استعمال کرتے آرہے ہیں اس لیے اس سوال کا جواب آپ آسانی سے دے سکتے ہیں۔

یہ مثال اس جانب اشارہ کرنے کے لیے کافی ہوگی کہ ہاتھ سے کیے گئے کسی کام میں زیادہ سے زیادہ کمال حاصل کرنے کی خواہش ہو تو اس میں کتنے فیصلے شامل ہوتے ہیں۔اب آپ کسی مخصوص دستکاری میں طویل اور پائیدار روایت کے کردار کی تعریف و تحسین کر سکیں گے۔اگر دستکاری کی کوئی قسم کئی صدیوں سے زندہ ہے، تو اس پر عمل درآمد کے لیے مطلوبہ فیصلے پچھلی کئی نسلوں کی جانب سے لیے جاتے رہے ہوں گے۔یہ فیصلے اب اس دستکاری کی بنیادی معلومات بن چکے ہیں۔ہم یہ معلومات اس فن کے کسی دستکار کے ساتھ بیٹھ کر اور کام کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔حالاں کہ دستکاری کا یہ کام کرتے ہوئے آپ کو یقیناً اپنے ذہن کا استعمال کرنا ہوگا۔پھر بھی کم از کم آپ کو یہ تو معلوم ہو ہی جائے گا کہ آپ کو کیا کرنا ہے۔کسی دستکاری کی بنیادی معلومات کسی جانکار سے سیکھ کر آپ فیصلوں سے واقف ہو جائیں گے جو کام کرتے وقت آپ کو لینے ہوں گے اور کام کے دوران سرزد ہونے والی چھوٹی چھوٹی غلطیوں سے بھی واقف ہو جائیں گے۔ان غلطیوں پر ریاضی یا زبان کے امتحان کی غلطیوں کی طرح افسوس نہیں ہوگا اس کے برعکس یہ غلطیاں آپ کی تخلیق پر آپ کے فن کی چھاپ چھوڑیں گی اور اسے آپ کے پہلے تجربے اور غور و فکر کے عمل اور احساسات کو ایک بیش قیمت یادگار بنا دیں گی۔

دستکاری کے کسی نمونے پر ایک نظر

جیسا کہ اس باب کی ابتدا میں ذکر آیا، دستکاری کے کام ہماری روزمرّہ زندگی کا اتنا قریبی حصہ ہیں کہ ہم ان پر زیادہ توجہ نہیں کرتے اور ان کا مشاہدہ اور استحسان بھی نہیں کرتے۔اب جب کہ آپ نے دستکاری کی وراثت کو بطور ایک مضمون کے منتخب کر لیا ہے، یہ ضروری ہے کہ آپ دستکاری کی مثالوں پر بغور نظر ڈالیں اور ان میں ایک طویل اور عظیم روایت کی خصوصیات تلاش کریں۔مثال کے طور پر اپنے گھر یا اسکول میں ہاتھ کے بنے ہوئے کسی قالین یا دری کو بغور دیکھ کر آپ بُنائی کے کئی اہم پہلو سیکھ سکتے ہیں۔سب سے پہلے اپنی انگلیوں کو دری پر پھیریے تاکہ آپ سوتی دری کی بُنت کی خصوصیات کو محسوس کر سکیں۔یہ بُنے ہوئے موٹے کمبل کی ساخت سے قطعی الگ ہوگی۔لفظ 'ساخت' اس احساس کی جانب اشارہ ہے جو کسی کپڑے کی بُنت میں نظر آتا ہے۔اب اگر آپ ساخت کو سمجھ چکے ہیں تو ان نمونوں پر غور کیجیے جن میں اس دری کی بُنائی کی گئی ہے، ان شکلوں پر غور کیجیے جنھیں مختلف رنگوں کے دھاگوں سے بنایا گیا ہے۔مختلف رنگوں کے تال میل نے ایک ڈیزائن سا بنا دیا ہے۔تصور کرنے کی کوشش کیجیے کہ جن شکلوں کو آپ مکمل صورت میں دیکھ رہے ہیں وہ کس طرح

الگ الگ ٹکڑوں کی شکل میں اس وقت ابھری ہوں گی جب دری کو دھاگا بہ دھاگا بُنا جا رہا ہوگا۔ کیا آپ کو لگتا ہے کہ دری بننے والے یا والی نے دری کے مکمل طور پر تیار ہونے سے بہت پہلے ہی اپنے ذہن میں اس کا مکمل ڈیزائن دیکھ لیا ہوگا۔ یقیناً ایسا ہی ہوا ہوگا اور کام کی تکمیل تک بڑے صبر و تحمل کی ضرورت پیش آئی ہوگی۔ یقیناً دستکاری کے کسی نمونے کی تکمیل تک انتظار کا لطف دستکار کو سرشار رکھتا ہے۔ وہ اپنے گھر کے کسی پرسکون گوشے میں اپنی اطمینان بخش رفتار اور ہم آہنگی کے ساتھ دیکھ بھال کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہے۔ یقیناً یہ کام کپڑا بُننے کی ایسی فیکٹری میں تیز کیے جانے والے کام سے الگ ہے جہاں تیز رفتار مشینوں کا شور و غل ہوتا ہے۔

اگلے باب کی طرف بڑھنے سے قبل دونوں قسم کی مصنوعات کی تیاری کے طریقے اور ان کی قسموں کے درمیان جو فرق ہیں ان کے بارے میں ضرور غور کیجیے۔

1 دستکاری کی وراثت
(Crafts Heritage)

ہندوستان صدیوں سے بہت سی ثقافتوں کا گہوارہ رہا ہے۔ ہندوستانی دستکاروں کی دنیا ہزاروں برس پرانی ہے اور یہ ہماری سرزمین کے طول وعرض میں پھیلی ہوئی ہے جو شہروں اور قصبوں، گلیوں اور گاؤں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ہندوستان کے کسی غیر معروف گاؤں میں تیار کی گئی دستکاری کی کسی چھوٹی سی چیز میں ایک ایسی چیز بن جانے کی صلاحیت ہوتی ہے جسے دنیا کے عمدہ ترین میوزیم میں رکھا جا سکے۔ جب کہ یہی چیز اکثر کسی خاص فرقے کے لیے محض استعمال کی ایک چیز ہوتی ہے اور انھوں نے کبھی یہ سوچا بھی نہیں ہوگا کہ یہ فن کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ اکثر ثقافتوں کی رنگا رنگی، تکنیک، معنی، استعمال اور اس طرح کی دستکاری کی چیزوں کی معنویت سے کم واقفیت کے سبب ہم ان کی خوب صورتی کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور اپنے ثقافتی ورثہ کو قابلِ توجہ نہیں سمجھتے۔

دستکاری کی تعریف

دستکاری کے لیے مستعمل عام ہندوستانی الفاظ ہست کلا، ہست شلپ، دستکاری، کاریگری وغیرہ ہیں، ان سب کے معنی ہیں ہاتھ سے کیا گیا کام۔ تاہم اس سے مراد ہنرمندی کے ساتھ بنائی ہوئی چیزیں بھی ہوتی ہیں جیسے ہاتھوں کی خصوصی مہارت یا فنکاری کے ساتھ بنائی گئی اشیا۔ جمالیاتی تسکین اس طرح کی چیزوں کا داخلی جز ہوتی ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ استعمال کی چیز خاص قدر و قیمت کی حامل ہے جو محض استعمال سے بالاتر اور آنکھوں کے لیے کشش کا باعث ہے۔ ہاتھوں کی کاریگری سے بنائی ہوئی کوئی چیز شاذ و نادر ہی محض آرائشی نوعیت کی ہوتی ہے خواہ اُسے سجایا نہ گیا ہو یا خوب سجایا سنوارا گیا ہو، اس کا حقیقی مقصد اسی صورت میں پورا ہوسکتا ہے جب یہ کارآمد بھی ہو اور نفیس بھی۔

لکڑی کی تراش سے قبل ایک فنکار خاکہ بناتے ہوئے

دستکاری اور ثقافت

دستکاری کا خاکوں، نقوش، ڈیزائن اور استعمال کے تصور سے گہرا تعلق ہے اور

یہ سب اس کی مجموعی جمالیاتی خصوصیت کا باعث ہوتے ہیں۔ جب ان تمام پہلوؤں کی جڑیں کسی ملک کے مخصوص علاقے یا بعض فرقوں کے لوگوں کی ثقافت میں پھیلی ہوتی ہیں تو دستکاری ان کی ثقافتی وراثت کا ایک حصہ بن جاتی ہے۔ ہاتھ کی کاریگری سے بنائی ہوئی چیزیں اپنی جمالیاتی خصوصیت ہی کی بنا پر قدر و قیمت کی حامل نہیں ہوتیں بلکہ اس لیے بھی ان کی اہمیت ہوتی ہے کہ وہ تہواروں اور مذہبی مقاصد کے لیے روایتی دست کار مردوں اور عورتوں کے ذریعے تیار کی گئی ہیں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ روزگار کا ایک بڑا وسیلہ ہیں۔

ایک گھر کی دیوار اور فرش پر کی گئی سجاوٹ ، جھارکھنڈ

دستکاری کی ثقافتی اور معاشرتی ضرورتیں

یہ تخلیقی جوہر ارتقا کی جدو جہد کے دوران انسانوں اور حیوانوں کے مابین فرق کرنے کی منفرد اور اہم خصوصیت ہے۔ جنگلوں میں رہنے والے فرقے آج بھی اپنے گھروں کے اندرونی یا بیرونی حصوں میں نقش و نگار بنانے یا اپنے جسم پر آرائشی نقش و نگار بنانے اور زیورات پہننے پر اتنا زور کیوں دیتے ہیں؟ آخر لوگ رنگوں کو اتنا پسند کیوں کرتے ہیں اور کیوں اکثر ان سے روحانی رہنمائی حاصل کرتے ہیں؟ آخر کیوں کوئی عورت اپنے گھر کی صفائی کے کام آنے والے جھاڑو کے دستے کو پرکشش بنانے کے لیے سجاتی ہے اور آخر وہ کیوں اپنے باورچی خانے کے فرش پر مختلف ڈیزائن بنا کر دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لیے اپنا وقت صرف کرتی ہے؟

مختلف ادوار میں دستکاری

ہندوستان پر کثیر سطحی، ثقافتی رنگارنگی اور دستکاری کی مہارتوں کے بے پایاں ورثہ کی عنایت رہی ہے۔ یہ وراثت مقامی رسم و رواج اور مذہبی عقائد کے ساتھ تاریخی واقعات سے متاثر رہی ہے۔ یہ اثرات متعدد وسیلوں کے مرہونِ منت ہیں۔ کاروباری تحریکوں سے تبدیلیاں رونما ہوتی رہی ہیں اور بہتری بھی آئی ہے جیسے سِلک روٹ کی تحریک، جو مشرقِ وسطیٰ اور وسطی ایشیا سے لے کر مشرقِ بعید میں چین تک پھیلی ہوئی تھی، اپنے ساتھ مطالبات اور وسائل لے کر آئی۔ قالینوں اور شال کے عمدہ قسموں کی بناوٹ کی مہارت عہدِ مغلیہ سے قبل کے بادشاہ زین العابدین کے توسط سے کشمیر پہنچی۔ ایرانی کاریگروں نے ہندوستانی اُمرا کی ضرورتوں کے مطابق قالین کی بُنائی اور شال سازی کے فن کو تقویت دی۔ دوسری جانب ذات پات کے ہندو نظام کے ساکت و جامد ہونے کے سبب دستکاری کی کئی قسمیں محض اس لیے زندہ رہیں، کیوں کہ کاریگروں کو دوسرا کوئی پیشہ اختیار کرنے کا موقع حاصل نہیں تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ معاشرتی حد بندیاں زیادہ تھیں اور اپنے اپنے سماجی دائروں میں سمٹی ہوئی تھیں۔ مہاراجاؤں کے درباروں نے اسلحہ سازی اور زیورات سازی سے وابستہ مختلف درباری دستکاریوں کو بڑھاوا دیا۔ ہندوستان بھر بالخصوص جنوبی ہند میں مندروں نے دھاتوں کے عمدہ کام، پتھروں پر نقاشی، دیواری تصویروں اور یہاں تک کہ کپڑوں کی بُنائی کے فن کو زندہ رکھا۔ یہاں کمّلا رہتے ہیں، جو دیوتا وشوکرما

پتھروں پر خطاطی کے نمونے ، قطب مینار ، نئی دھلی

کے پانچ مقدس فنکار بیٹوں کی نسل سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور شلپ شاستروں کی پیروی کرتے ہیں۔ شلپ شاستر سنسکرت زبان میں فنونِ لطیفہ کے موضوع پر تکنیکی نوعیت کی کتابیں ہے۔ فنکاروں میں سے بڑے پجاری مندروں میں استعمال کے لیے دھاتوں سے بڑے بڑے ظروف بناتے ہوئے آج بھی ان اصولوں کی پیروی کرتے ہیں۔ دستکاری کی روایت میں مذہب کا عنصر کئی خطوں اور فرقوں میں اُسی وقت سے موجود ہے جب سے کہ فن کی روایت کو دیوتاؤں کے لیے وقف کرنے کی جدوجہد کی جاتی رہی ہے۔ اِسے مہارت کی جستجو میں اپنی صلاحیتوں کو نقطۂ عروج پر پہنچانے کے لیے شخصی عمل کے طور پر دیکھا جاتا ہے اور ایسا کر کے اسے عبادت کے ایک عنصر کے طور پر کسی مقدس ذات سے منسوب کیا جاتا ہے۔ جنوبی ہند میں دیوتاؤں کی مورتیوں کو پہنانے کے لیے مندر کے ریشمی کپڑوں کی بُنائی ہوتی ہے اور گجرات میں گھرچولا اور پٹولا جہیز کے لازمی سامان میں سے ہیں اور جزوی طور پر ان کی قدر و قیمت اس وجہ سے بھی ہے کہ اس کے بنکر اعلیٰ ذات کے خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں، یہاں تک کہ پھٹے پرانے ٹکڑوں کو بھی گھروں کے پوجا گھر میں مذہبی ساز و سامان کو ڈھکنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

قبائلی دستکاری

قبائلی فرقے ہندوستان کی آٹھ فیصد آبادی پر مشتمل ہیں۔ ملک کے مختلف حصوں میں پھیلے قبائلیوں نے اپنی مخصوص طرزِ زندگی سے وابستہ قدیم ثقافتی رسم و رواج کو اب بھی اپنا رکھا ہے۔ جموں و کشمیر میں گوجر اور بکروال پہاڑی قبیلے ہیں جو اپنی بھیڑ بکریوں کے لیے گھاس کی تلاش میں پہاڑوں میں سرگرداں رہ کر اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ ان کے زیورات، کمبل، کڑھی ہوئی ٹوپیاں اور چوغے، زین کے تھیلے اور جانوروں کے کام آنے والے مختلف ساز و سامان افغانستان، ایران، عراق اور وسطی ایشیا کے چھوٹے چھوٹے ملکوں کے لوگوں کی بنائی چیزوں سے ملتے جلتے ہیں۔ مضبوط اور تنومند لوگ اور خواتین میں بھاری بھرکم زیورات کا رواج ہندوستان میں سوراشٹر اور گجرات میں کچھ کے ریگستانی علاقوں اور راجستھان میں نظر آتا ہے۔ جو لوگ بھاری بھرکم اور بھڑک دار آرائش کو پسند کرتے ہیں اُن کے لباس میں ریگستانی ریت سے لیے گئے ابرق کے استعمال سے کی گئی کڑھائی میں شیشے کا کام نظر آتا ہے۔ خانہ بدوش قبیلوں کے لوگ عام طور پر وہی کچھ پہنتے ہیں جسے وہ خود بناتے ہیں۔ انھوں نے پایا کہ دھوپ میں ابرق چمکتا ہے، جس سے ابرق ایک ایسا قیمتی سامان بن گیا جو بلا قیمت اُن کے لباس کو رونق بخشتا ہے۔ ہر گروپ نے اپنے طرز کی کڑھائی کو فروغ دیا اور یہ وہ فن ہے جسے اب بھی ہندوستان کے مغربی خطوں میں بسے کئی فرقوں میں واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ قبیلے کی شناخت اور کسی عورت کے شادی شدہ ہونے کی پہچان، دونوں ہی کڑھائی کے انداز اور اس قبیلے کی عورتوں کی انگیا کے رنگ اور تراش میں مضمر ہوتی ہے۔ چوں کہ یہ فرقے اپنی بھیڑوں، مویشیوں اور اونٹوں کے لیے ریگستانوں سے گزر کر سبزہ زار

ایک کُچی عورت کشیدہ کاری کرتے ہوئے

کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں، اس لیے ان قبیلوں اوران کے پیشہ کو پہچاننے کے لیے صرف ایک سرسری نگاہ ہی کافی ہے۔

شمال مشرقی ہندوستان میں بسے کئی قبیلے بانس کی بہتات والے جنگلوں میں رہتے ہیں جہاں بانس، بید اور دیگر جنگلی گھاسوں کی بُنائی میں مہارت کو دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ گروہ خود کو ثقافتی اعتبار سے میانمار، تھائی لینڈ، انڈونیشیا، ویتنام اور یہاں تک کہ جاپان اور چین سے بھی منسوب کرتا ہے، جہاں چٹائیوں اور ٹوکریوں کی بُنائی کی عمدہ کوالٹی ملتی ہے۔ کپڑے کی بُنائی بھی اس خطے میں عام ہے۔تہواروں کے موقعوں پر شالوں اور لنگی کی بُنائی کے علاوہ تقریباً ہر کنبے میں انگوچھے اور کمر بیلٹ، تہواروں پر تحفہ دینے کے لیے چھوٹے چھوٹے رومال بُنے جاتے ہیں۔ کئی وجوہات کی بنا پر ان کپڑوں کو قابل احترام سمجھا جاتا ہے: ان سے قبیلے کی پہچان یا بنکر کا مرتبہ قائم ہوتا ہے، انھیں کسی مہمان کو خوش کرنے کے لیے بطور 'خیر مقدم' پیش کیا جاتا ہے، یہ کسی سردار کی کامیابیوں کا اعزاز ہوتے ہیں اور یہ خواتین کے ذریعہ اس مہارت کو ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچانے میں معاون ہوتے ہیں۔

دیگر قبائل وسطی اور جنوبی ہندوستان میں ملتے ہیں، جو جھارکھنڈ، مدھیہ پردیش، چھتیس گڑھ، اڑیسہ اور کچھ حد تک کیرالا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ہر خطے میں ان کے الگ الگ ثقافتی رسم و رواج ہیں اور شہروں کے پھیلاؤ نے ان کی وسعت کو متاثر کیا ہے جس کی بنا پر یہ ابھی تک دستکاری کی چیزیں بناتے یا استعمال کرتے تھے۔ تاہم زیادہ تر معاملوں میں جنگلوں سے، جہاں یہ رہتے ہیں، اپنی گہری وابستگی اور فطرت کی تمام صورتوں سے اپنے روحانی تعلق کی بنا پر یہ اب بھی بانس کی بنی ہوئی چیزوں جیسے تیر اور کمان، آلات موسیقی اور ٹوکریوں کو بنانے کے اپنے امتیازی انداز کو برقرار رکھ پائے ہیں۔ ان کی بنائی ہوئی دھاتوں کی چیزیں درختوں، جانوروں اور انسانوں کی شکلوں پر مشتمل ہیں گویا انھیں فطرت کے عین مطابق ڈھال دیا گیا ہو۔ مٹی کے برتنوں اور کھلونوں پر کالی اور سفید دھاریوں کا رنگ کیا جاتا ہے۔ اناج پھٹکنے کے چھاج کو مختلف رنگوں سے رنگا جاتا ہے اور اس کے گرد لگی بانس کی پھچیوں کو زرد اور قرمزی رنگ میں رنگا جاتا ہے۔ کھجور کے تنکوں کی جھاڑو پر آرائشی چمکدار دستے لگائے جاتے ہیں اور اپنے نئے گھر لے جانے کے لیے دلھن کے جوڑوں کی ٹوکریوں کو بانس کی چمکدار رنگین پھچیوں سے بنی خوب صورت کلغیوں سے ڈھکا جاتا ہے۔ دستکاری کی چیزیں بنانا ایک بے ساختہ قسم کا روزمرہ کا معمول، رسم اور روزمرہ زندگی میں تخلیقیت کا ایک جشن ہے۔

بانس کی ٹوکری، ویتنام

وسطی ہند کے قبائلیوں کے لباس اپنی امتیازی شناخت رکھتے ہیں۔ وسطی ہند کے قبیلے زردی مائل رنگ کے موٹے دھاگے کاتتے اور بُنتے ہیں اور گہرے سرخ رنگ کے کنارے اور سرے اُن کی زندگی کی شبیہ کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان کے کپڑوں پر پرندے، پھول، درخت، ہرن اور یہاں تک کہ ہوائی جہاز بھی بنے ہوتے ہیں۔ اُڑیسہ میں تہواروں کے موقع پر پجاریوں یا پجارنوں کے کپڑوں کے لیے ایک خاص رنگ کا ہونا ضروری ہے۔ ہر رنگ کو نیک شگون کی علامت سمجھا جاتا ہے اور لباس اور آرائش کی یکسانیت کے ذریعہ فرقوں کے مابین اتحاد کا اظہار کیا جاتا ہے۔

ہندو معاشرتی نظام کے اندرون یا تجارت یا تاریخی واقعات کے ذریعہ دنیا کے مختلف حصوں کے اثرات کے نتیجے میں وجود میں آنے والے زیادہ طرحدار کلاسیکی فنون کے برعکس مختلف فرقوں کے مخصوص ثقافتی رسم ورواج سے وابستہ قبائلی اور دیسی فنونِ لطیفہ کو عوامی فن کہا جاسکتا ہے۔ دستکاری کے رواجوں میں اندرون اور بیرونِ ہند صنعت کاری اور زیادہ مؤثر اقتصادی گروپوں کے تکنیکی اور ثقافتی دباؤ کے سبب بتدریج تبدیلیاں بھی رونما ہوتی رہی ہیں۔

معاشرتی گروپوں کی تشکیل

اپنے ہاتھ سے کام کرنے والے کاریگر ان کاموں سے محروم تھے جن کاموں کو اونچی ذات والے کاریگر کرتے تھے۔ معاشرتی اور نفسیاتی اعتبار سے ذات پات کے مضر نظام نے کاریگری کی مہارتوں کو محدود کر دیا تھا اور کسی دیگر متبادل کی عدم موجودگی میں اس علم کو ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل کیے جانے کو یقینی بنایا گیا تھا۔ اس طرح وہ تکنیک اور عمل دونوں محفوظ ہوگئے جو ضائع بھی ہوسکتے تھے۔ آج بھی پرجاپتی یا کمہار، وَنکر یا بُنکر اور بڑھئی اور اپنے اپنے پیشوں سے پہچانے جانے والے دیگر کاریگر ذاتوں کے گروپوں میں بٹے ہیں اور انھیں سے پہچانے جاتے ہیں خواہ وہ اپنی پیشہ ورانہ مہارت جاری رکھے ہوئے ہوں یا نہیں۔

روایتی کمہار (اوپر)
اور بُنکر (نیچے) کام کرتے ہوئے

جی۔سی۔ایم برڈ ووڈ اپنی تصنیف ''دی آرٹس آف انڈیا'' میں رامائن کے دوسرے حصّے (ایودھیا کانڈ) کے انیسویں باب کا حوالہ دیتے ہوئے رام کا استقبال کرنے گئے بھرت کے جلوس میں موجود شہر کے باشندوں کی فہرست پیش کرتے ہیں۔ یہ کاریگروں کی تجارتی برادری تھی جس میں: جوہری، کمہار، ہاتھی دانت کے کاریگر، عطّار، سُنار، بُنکر، بڑھئی، پیتل کا ٹانکا لگانے والے، رنگ ساز، آلات موسیقی بنانے والے، اسلحہ ساز، چرم ساز، لوہار، ٹھٹھیرے، شکلیں بنانے والے، شیشہ کاٹنے والے، شیشہ گر، پچّی کار اور دیگر شامل تھے۔ آج کے ہندوستان میں ہم دستکاری سے وابستہ افراد کو وسیع طور پر کمہار، بنکر، دھات ساز، چوب کار، سنگ تراش اور بید اور بانس کی بُنائی کرنے والے کے گروہوں میں بانٹ سکتے ہیں۔ مہارتوں کے اس بڑے دائرے کے علاوہ شولا پتھ، پیپیئر ماشی، دیواری تصویروں، مینا طور اور فرش پر تصویریں بنانے کے بے شمار انداز، کاغذ سازی، شیشے کے کام اور قالین و دری کی بُنائی جیسے دستکاری کے دیگر کام بھی ہیں۔ کپڑا سازی کے میدان میں بلاشبہ ہندوستان میں

دنیا کے کسی بھی مقام کے مقابلے سب سے زیادہ مہارتیں ملتی ہیں۔ پھٹے پرانے کپڑوں اور دھاگوں کی مدد سے فرش پر بچھائی جانے والی دریاں بنانے کی دستکاری کو الگ کر دیں تو پھر ہمارے پاس بُنائی کی تیاری کے عمل، سادہ بُنائی اور نقشین بُنائی وغیرہ بچتی ہیں۔ ان تمام بُنائیوں میں جس میں دورانِ بُنائی آرائش نمایاں ہوتی ہے اس کے علاوہ بُنائی کے بعد بھی کپڑے کی آرائش کی مہارت ہمیں ملتی ہے۔ ان میں سے آخری مہارتوں کی مزید ذیلی تقسیم کڑھائی، زردوزی، بلاک پرنٹنگ اور کپڑے کو جگہ جگہ سے باندھ کر رنگنے کے عمل اور زری کے کام کی صورت میں کی جاسکتی ہے گویا یہ مہارتوں کی ایک اور صنف ہوگی جو ہر خطے میں الگ الگ صورتوں میں نمایاں ہوتی ہیں۔

کاریگر عورتوں کو بااختیار بنانا

بچوں کی مزدوری کی مخالفت میں مہم شروع ہونے کے بعد جب سے کم عمر لڑکوں نے اسکول جانا شروع کیا ہے تب سے اتر پردیش کے بھدوہی ضلع میں سیکڑوں عورتیں قالین کی بُنائی کا پیشہ کرنے لگی ہیں۔ بعض مرتبہ چار یا پانچ عورتیں مل کر انتہائی غیر آرام دہ صورتِ حال میں کوئی قالین بنتی ہیں اور اس کے لیے ان کو اجتماعی طور پر فی قالین محض 1500 روپیے ملتے ہیں۔ جن کنبوں کی کفیل عورتیں ہیں ان کے لیے اس طرح کے حالات میں بچوں کی پرورش کا بوجھ اور زندہ رہنے کی جدوجہد کے بارے میں کوئی مشکل ہی سے سوچ سکتا ہے۔ جن گاؤوں میں قالین کی بُنائی ہوتی ہے ان میں سے ایک کے دورے کے درمیان یہ دیکھا گیا کہ یہ عورتیں، کسی رسم ورواج کے ایک حصہ کے طور پر مقامی 'مونج' گھاس سے ٹوکریاں بنتی ہیں جو گھروں میں کسی جشن کے موقع پر مٹھائیاں، ساڑیاں، زیورات، پھل اور دیگر سامان رکھنے کے کام آتی ہیں۔ چمکیلے رنگوں سے رنگی مونج گھاس سے چھوٹی اور بڑی ٹوکریاں بنائی جاتی ہیں جن پر پیچ در پیچ ڈیزائن بنے ہوتے ہیں جو ٹوکری ساز کے تخلیقی عمل اور مزاج پر منحصر ہوتے ہیں۔ رنگ، سائز اور قیمت کے بارے میں عورتوں کو مشورے دینے کے ساتھ انھیں گھر گھر سے ٹوکریاں حاصل کرنے اور نئی دلّی کے دلّی ہاٹ میں فروخت کرنے کی ترغیب دلائی گئی۔ شرم اور ہچکچاہٹ

عورتیں مقامی مونج گھاس سے ٹوکریاں بُنتے ہوئے، بھدوہی، اتر پردیش

کے ساتھ شروع کیا گیا یہ پروجیکٹ مسرت بخش نتائج کے ساتھ اختتام کو پہنچا کہ عورتوں نے اس عمل کے تحت اپنی جمع کردہ ٹوکریاں فروخت کر کے 17,000 روپیے کمائے۔ انھوں نے اپنے اس تجربے کو ایک طرح کی آزادی قرار دیا کیوں کہ ان کو خام مال پر پورا اختیار حاصل تھا (کھیتوں سے مفت گھاس) اور مال کی تیاری (گھر پر اور خالی وقت میں کیا گیا کام) تخلیقی عمل (ہر ٹوکری کو اپنی خواہش کے مطابق ڈیزائن کرنا) اور بیچنے پر بھی (سامان کو اپنے ہاتھ سے اسٹال پر فروخت کرنا) مکمل اختیار حاصل تھا۔ منافع پر مردوں یا مالک کو کوئی اختیار نہیں تھا جیسا کہ قالین بافی کی صنعت میں رائج ہے بلکہ یہ عمل مکمل طور پر ان کی اپنی کوششوں پر مبنی تھا۔ گاؤں میں ڈیزائن سے متعلق چند ایک ورک شاپ کرنے اور تیار شدہ مال مختلف مقامات پر دکھائے جانے کے بعد وہ ایک سال میں چھ لاکھ روپیے سے زیادہ مالیت کی ٹوکریاں فروخت کر پائیں۔ شاید یہ اس بات کی عمدہ مثال ہے کہ بااختیار بنائے جانے کے حقیقی معنی کیا ہیں اور لفظ بااختیار کو کس طرح عملی شکل دی جا سکتی ہے۔

تاہم اب بھی بہت کچھ کیا جانا باقی ہے جیسے ان عورتوں کو امدادِ باہمی کے گروپوں کے طور پر منظّم کرنا، بچت کو بڑھاوا دینا اور انھیں چھوٹے چھوٹے قرضے مہیا کرانا تا کہ ان کے پاس خام مال، آمد و رفت اور دیگر ضروریات کے لیے رقم ہو۔

اس کہانی میں کئی معاملات اور کام کے کئی شعبے شامل ہیں: بچہ مزدوری، عورتوں کے کام، ٹوکری سازی کی مہارت، نئی ٹوکریوں کو ڈیزائن کرنا، ان ٹوکریوں کے نئے استعمال تلاش کرنا، ٹوکریوں کو زیادہ مہنگی بنائے بغیر اس کی مناسب قیمت وصول کرنے کے لیے قیمت کا تعین کرنا، ٹوکریوں کی نمائش، کیٹلاگ کی تیاری، ویب مارکیٹنگ سمیت مارکیٹنگ کی حکمتِ عملی طے کرنا اور امدادِ باہمی کے گروپ اور چھوٹے قرضوں کی دستیابی کے فائدوں کے بارے میں جاننا۔

روز مرہ استعمال کے لیے تیار کردہ ٹوکریاں، چٹائیاں اور کوسٹر

مشق

1۔ حالاں کہ دستکار ہر گھر کے لیے بڑے کام کی چیز تیار کرتے ہیں پھر بھی اکثر یہ طبقہ اپنی کمائی کے اعتبار سے اور گاؤں میں اپنی جائے قیام کے اعتبار سے حاشیے پر ہے۔ اس کی وجوہات کا پتہ لگائیے اور بتائیے کیا صورتِ حال تبدیل ہو رہی ہے؟

2۔ ہندوستان کے کئی حصوں میں عورتوں کے لیے برتن بنانے کی غرض سے چاک کا استعمال ممنوع ہے۔ تاہم منی پور میں عورتیں برتن بنا سکتی ہیں۔ آپ کے اپنے علاقے میں ہاتھ کی کاریگری والی کسی چیز کو بنانے کے الگ الگ مرحلوں پر مردوں اور عورتوں کے ذریعہ کیے گئے کاموں کی نشاندہی کیجیے۔

3۔ ہندوستان میں دستکاری کا شعبہ برآمدات کا دوسرا سب سے بڑا شعبہ ہے۔ دستکاری کی اشیا کی برآمدات کے اعداد و شمار جمع کیجیے اور بتائیے کہ ان میں سب سے زیادہ برآمد کی جانے والی اشیا کون کون سی ہیں اور مندرجہ ذیل جدول کو مکمل کیجیے:

شے	مقدار	قیمت	برآمد کی گئی
ٹیکسٹائیل			

4۔ آپ کے خیال میں ٹوکری سازی، چٹائی کی بُنائی اور جھاڑو بنانے کا کام زیادہ تر عورتیں ہی کیوں کرتی ہیں؟

5۔ دستکاری کی کسی چیز کی تیاری پر منڈی کا دباؤ کس طرح اثر انداز ہوتا ہے؟ کسی پتنگ، کسی روایتی کاغذی کھلونے اور پیپیئر ماشی کی کسی چیز کے بارے میں سوچیے۔ خام مال، تیاری کے عمل، خاکے اور شکل، ڈیزائن اور آرائش، ماحولیات سے آشنا خریدار اور برآمداتی منڈی وغیرہ پر غور کیجیے۔

6۔ ہمارے ملک میں روایتی طور پر مرد کس طرح کی کڑھائی کرتے ہیں اور کیوں؟ وجہ معلوم کیجیے۔

7۔ آپ کے خیال میں وہ کون سے عوامل ہیں جو کسی خاص خطے میں دستکاری کو امتیازی کردار عطا کرتے ہیں؟

8۔ ہندوستان کے کم از کم چار الگ الگ خطوں سے لی گئیں ایسی چیزوں پر غور کیجیے جو کپڑے/چکنی مٹی جیسے مخصوص سامان سے بنی ہوں۔ ان کی تکنیک، ڈیزائن، رنگ اور شکل کا مطالعہ کیجیے اور تفصیل بیان کیجیے۔